تسمیه وتحمید

بسم الله الرحمٰن الرحيم السميع البصير العليم الحكيم

والحمد للّٰه على احسانه بِاَن جعلنا من المسلمين و هدانا الصراط المستقيم صراط الذين يتّبعون ويحبون سنن سيد المرسلين اعنى صراط اہلسنة والجماعت والحمد لله على منه و كرمه لما وفّقنا لتحصيل العلوم الشرعيه النبويه ولتكميلها والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحابه الهاديين المهديين لا سيما على ازواجه الطاهرات المطهرات امهات المؤمنين۔

تصدیق مشرف

مشرف (نام):---------------- دستخط:-----------------

انتساب

الحمد للہ میں اپنی اس کاوش و کوشش کو اولا حضور سید المرسلین جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بار گاہِ عالی شان میں ھدیہ کرتا ہوں جن کی محبت و عشق و تعظیم ہی ہمارا سب کچھ ہے

آنکھوں میں نور تو دل میں بصیرت ہے آپ سے۔
آقا میں تو کچھ بھی نہیں میری قیمت ہے آپ سے۔

ثانیا اپنی اس کوشش کو عالم ربانی امام العلماء فی عصرہ فی السند حضرت علامہ مفتی میاں عبد الغفور مفتون ہمایونی رحمۃ اللہ علیہ کی بار گاہ میں ھدیہ کرتا ہوں جن کی با کمال نورانی و فیض یافتہ شخصیت کے حالات پڑھ کر میرے اندر عالم دین بننے کا شوق پیدا ہوا

ثالثا عالم ربانی متبع سنت صاحب خوف و خشیت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی جناب میں نذر کرتا ہوں، راقم پر جن کے احسانات و انعامت کے احاطے کی دامن قرطاس میں گنجائش ہی نہیں۔

اللہ پاک میری اس کاوش کو اپنی بار گاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائے اور میری اور میرے والدین کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

آمین

مقدمہ

مقدمے میں ان چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

وجہ انتخاب موضوع، تعارف واہمیت موضوع، سابقہ کام کا جائزہ، مقالے میں وارد ابواب اور فصول کا بیان۔

وجہ انتخاب موضوع:

کسی بھی مقالے کی سلیکشن میں ایک عمومی بات یہ ہوتی ہے کہ ہر شخص اپنے پسندیدہ مضمون پر کام کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے تو میرے اپنے مقالے کے انتخاب کی ایک تو یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پاکیزہ ازواج اور امت کی ان مقدس ماؤں کی سیرت کے مطالعے کا موقع ملے گا اور الحمدللہ میری ازواج مطہرات سے محبت بھی ایک وجہ ہے اور ان کی فیض یافتہ سیرت سے مجھے کچھ ایسے فوائد و نکات حاصل ہونگے جن سے میں خود اپنے گھر والوں کی اصلاح و تربیت کر سکوں۔

تعارف موضوع و اہمیت:

عصر حاضر میں ایک عالمگیر فتنے نے سر اٹھایا ہے وہ ہے "حقوق نسواں" اس نعرے کی آڑ لیکر آج دعوے کیے جارہے ہیں کہ مغرب زدہ معاشرے نے آج کی عورت کو ہواؤں میں بلند کر دیا اسے ٹیکنالاجی کی دنیا میں بھی شہسوار بنایا بڑی اعلی تعلیم دلوائی وغیرہ وغیرہ اور بھی کئی دعوے کیے جارہے ہیں لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اس مغربی معاشرے میں عورت کی ذات ایک کھلونا بن کر رہ گئی ہے اور سسکتی ہوئی زندگی بسر کر رہی ہے لیکن اس کے برعکس اسلام نے ایسی ہی زمانہ جاہلیت کی رسوم رواج کو ختم کرتے ہوئے عورت کو تحفظ و عصمت عطا کی اور اسے علم دین کے زیور سے بھی آراستہ کرکے اسے بڑی بلندی و عروج عطا کیا علم دین واقعی ایک ایسا بے بہا موتی ہے کہ اسے حاصل کرکے انسان شہنشاہ بن جاتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عورتوں کو تعلیم و تربیت دی اور انہیں معاشرے کا بہترین فرد بنایا۔ اسلام کی تعلیمات سیکھ کر مزید آگے پہنچانے میں دیگر کئی صحابیات کا اہم کردار ہے لیکن علم شریعت برائے نسواں میں ایک بڑا ہاتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کا بھی ہے۔ تقریباً (۲۸۲۲) احادیث ازواج مطہرات سے مروی ہیں اور یہ احادیث کا بڑا ذخیرہ ہے۔

جیسا کہ ہم نے اپنے صلب موضوع " ازواج النبی کا اشاعت حدیث میں کردار " میں بیان کیا ہے کہ ازواج مطھرات نے امت کی تعلیم وتربیت کے لئے کیسے کیسے خانگی ونجی مسائل کو بھی بیان کیا کہ ایک مسلمان کہیں بھی ازدواجی ونجی معاملات میں کسی دوسری قوم کا محتاج نہ ہو۔

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کے ان موضوعات میں احادیث مروی ہیں

عقائد، طھارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تعلیم وتربیتِ امت، ازدواجی ونجی معاملات وغیرہ۔

سابقہ کام کا جائزہ:

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور فضائل وکمالات کے متعلق کافی کام سابقہ ادوار میں ہوا ہے اس موضوع پر بعض حضرات نے خاص امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کے متعلق ہی کتابیں لکھی ہیں جیسے: المدینۃ العلمیہ کی فیضان امھات المومنین، سیارہ ڈائجسٹ لاہور کے جنوری 2008 عیسوی کا خصوصی شمارہ ازواج مطہرات نمبر۔

اور بعض حضرات نے صحابیات کے متعلق مضامین لکھے ہیں اور ان کے ضمن میں ہی امھات المؤمنین کا تذکرہ کیا ہے مثلا: مولانا سعید انصاری کی سیر الصحابیات، علامہ نیاز فتحپوری کی صحابیات، ازواج مطھرات اور بنات طیبات از بیگم رفعت جبیں قادری

اور بعض حضرات نے کسی ایک ام المومنین کی سیرت پر مستقل کتاب لکھی ہے جیسے دعوت اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیہ کے علماء کرام نے حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھما کے متعلق کتاب لکھی ہے اور علامہ سلیمان ندوی کتاب سیرت عائشہ رضی اللہ عنھا وغیرہ۔

ازواج مطہرات کی سیرت کے متعلق کافی مواد ہمارے بزرگان دین کی لکھی ہوئی سیرت مصطفی کی کتب میں بھی ملتا ہے مثلا: سیرت رسول عربی سیرت مصطفی وغیرہ۔

مقالے میں وارد ابواب اور فصول کا بیان:

میں نے اپنے اس مقالے کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ اس میں ایک مقدمہ، دو ابواب اور ہر باب کے تحت دو فصلیں اور ایک خاتمہ ذکر کیا ہے جس میں خلاصہ بحث اور مزید کام کی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

فہرست موضوعات

الباب الاول

الفصل الاول:

حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی

الفصل الثانی:

ازواج النبی ﷺ کا تعارف

الفصل الاول:

حدیث کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

بلا شبہ احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام دین اسلام کے مأخذ میں سے ہیں اور ہر دور میں ائمۂ دین ان کی خدمت کرتے رہے ہیں اور یہی احادیث نبویہ انسانی زندگی کا ضابطہ ہیں اور حیات انسانی کا کوئی ایسا موڑ نہیں جہاں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی نہ فرمائی ہو۔اسی لئے ہم اپنے اصل موضوع کو شروع کرنے سے پہلے حدیث کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کو بیان کریں گے۔

حدیث کا لغوی معنی:

حدیث کہتے ہیں لغت میں نئ اور جدید شئ کو یہ قدیم (پرانا ہونا) کی ضد ہے اور خبر کو بھی حدیث کہتے ہیں۔

چناچہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے صاحبِ منہج النقد حضرت علامہ دکتور نور الدین عتر صاحب فرماتے ہیں:

الحديث لغة: ضد القديم ويستعمل في اللغة ايضاً حقيقة في الخبر قال في القاموس الحديث :الجديد، والخبر)۔(منهج النقد، ص ۳۷)

ترجمہ:

حدیث کا معنی لغت میں ہے کہ حدیث قدیم کی ضد ہے اور لغت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے حدیث کا لفظ خبر کے بارے میں بولنا حقیقت ہے قاموس میں کہا کہ حدیث کہتے ہیں جدید اور خبر کو۔

حدیث کا اصطلاحی معنی:

چنانچہ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کا اصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں: الحديث يطلق علي قول النبي صلي الله عليه وسلم تصريحا و حكما و علي فعله و تقريره و معني التقرير هو ما فعل بحضوره صلي الله تعالي عليه وسلم و لم ينكره

علیه أو تلفظ به احد من الصحابة بمحضر النبي صلي الله تعالي عليه وسلم ولم ينكره ولم ينهه عن ذالك بل سكت و قرر۔

ترجمہ :

حدیث کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو وہ صراحتا ہو یا حکما اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فعل کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کو - تقریر کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کوئی کام کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع نہیں فرمایا - یا صحابہ رضی اللہ عنھم میں سے کسی نے کوئی بات کہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اور عملا اسے ثابت فرما دیا۔

اسکے بعد فرماتے ہیں:

وكذا يطلق الحديث علي قول الصحابة وعلي فعلهم وعلي تقريرهم والصحابي هو من اجتمع بالنبي صلي الله تعالي عليه وسلم مومنا ومات علي الاسلام۔

ترجمہ:

اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ تعالی عنھم کے قول و فعل اور ان کی تقریر پر بھی - اور صحابی کہتے ہیں اس محترم ہستی کو جسے بحالت ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا۔

پھر فرماتے ہیں:

وكذا يطلق الحديث علي قول التابعين و فعلهم وتقرير هم والتابعي هو من لقي الصحابي وكان مومنا بالنبي صلي الله عليه وسلم ومات علي الاسلام۔

ترجمہ:

اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے تابعین کے قول و فعل اور ان کی تقریر پر بھی اور تابعی کہتے ہیں اس معظم ہستی کو جس نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا۔

(انوار الحدیث ص۵۱)

الفصل الثانی:

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین

اللہ تعالی نے اپنی پیدا کردہ مخلوق میں سے انسان کی صنف ثانی عورت کو بھی اسلام کی بدولت بڑا شرف اور مرتبہ عطا فرمایا ہے اور اس شرف اور مرتبے میں تمام عورتیں برابر نہیں جیسا کہ مرد تمام کے تمام برابر نہیں ان میں سے بعض کو انبیاء ورسول بنا کر ان کی عظمت اور شرف کو عالم پر واضح فرمایا بالکل اسی طرح عورتوں میں سے بھی بعض خوش قسمت خواتین کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجیت کا شرف عطا فرما کر خاص کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہونے کی وجہ سے ازواج مطہرات کو بلند و بالا رتبہ عطا فرمایا ہے قرآن کی بہت سی آیات بینات ان کے حق میں نازل فرمائیں۔

چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے :

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ-

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

اس آیت کے تحت صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمت اللہ الھادی فرماتے ہیں: اے نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی بیبیو اگر اوروں کو ایک نیکی پر دس گنا ثواب دیں گے تو تمہیں بیس گنا کیونکہ تمام جہان کی عورتوں میں تمہیں شرف و فضیلت ہے اور تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں ایک ادائے اطاعت دوسرے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاجوئی اور قناعت و حُسنِ معاشرت کے ساتھ حضور کو خوشنود کرنا۔(پ۔ ۲۲۔سورۃ۔الاحزاب۔آیت ۳۲)

دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

اس آیت کے تحت صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمت اللہ الھادی فرماتے ہیں: تعظیم و حرمت میں اور نکاح کے ہمیشہ کے لئے حرام ہونے میں اور اس کے علاوہ دوسرے

احکام میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں خالہ نہ کہا جائے گا۔

تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ازواج دو باتوں میں حقیقی ماں کے مثل ہیں بلکہ حقیقی ماں سے بھی قدر اور منزلت میں بڑھ کر ہیں،

پہلا، یہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان سے نکاح جائز نہیں۔

دوسرا، یہ کہ ان کی تعظیم و توقیر ہر امتی پر اسی طرح لازم ہے جس طرح حقیقی ماں کی بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

نظر اور خلوت کے معاملے میں ازواج مطہرات کا حکم حقیقی ماں کی طرح نہیں مسلمان اپنی حقیقی ماں کو دیکھ سکتا ہے اور تنہائی میں بیٹھ کر اس سے بات چیت بھی کر سکتا ہے مگر حضور علیہ السلام کی مقدس بیویوں سے ہر مسلمان کے لئے پردہ فرض ہے اور تنہائی میں ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔

یہ حکم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے ہے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا چاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضور علیہ السلام کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو۔

یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لیے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم اور واجب الاحترام ہیں۔(سیرت مصطفی ص ۶۵۰)

ازواج مطہرات کی تعداد اور ان کے نکاحوں کی ترتیب میں اختلاف ہے ان میں سے حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ کا تو حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات میں ہی انتقال ہو گیا تھا مگر نو بیویاں حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت موجود تھیں۔

ان 11 امت کی ماؤں میں سے 6 خاندان قریش کے اونچے گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں انکے نام یہ ہیں،

۱۔ خدیجہ بنت خویلد

۲۔ عائشہ بنت ابو بکر

۳۔ حفصہ بنت عمر فاروق

۴۔ ام حبیبہ بنت ابو سفیان

۵- ام سلمہ بنت ابو امیہ

۶- سودہ بنت زمعہ

چار ازواج مطہرات خاندان قریش سے نہیں تھیں بلکہ عرب کے دوسرے قبائل سے تھیں ان کے نام یہ ہیں۔

ا۔زینب بنت جحش

۲- میمونہ بنت حارث

۳-زینب بنت خزیمہ

۴-ام المساکین جویریہ بنت حارث

اور ایک زوجہ مطہرہ عربی النسل نہیں تھیں بلکہ بنی اسرائیل کی ایک شریف النسب رئیس زادی تھیں ان کا نام صفیہ بنت حُیَی ہے۔

ہم سب سے پہلے حضرت خدیجہ کے احوال لکھیں گے کیونکہ کسی بھی مورخ کا اس بات میں اختلاف نہیں کے سب سے پہلے حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ان کی وفات تک کسی دوسری عورت سے نکاح نہ فرمایا۔(سیرت مصطفی ص ۲۵۱)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

خدیجہ بنت خویلد بن اسد ہے اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے یہ خاندان قریش کی بہت ہی معزز اور نہایت ہی دولت مند خاتون تھیں۔

قبول اسلام:

علامہ ابن اثیر اور امام ذہبی کا بیان ہے کہ اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے یہ ایمان لائی تھی۔

رشتہء ازدواج:

یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی رفیقہء حیات ہیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اور جمالِ صورت اور کمالِ سیرت کو دیکھ کر خود ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی رغبت ظاہر کی اور پھر باقاعدہ نکاح ہو گیا۔

کردار:

اہل مکہ ان کی پاکدامنی اور پارسائی کی بنا پر ان کو" طاہرہ "کے لقب سے یاد کرتے تھے ابتداءِ اسلام میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا طوفان اٹھ رہا تھا ایسے کٹھن حالات میں صرف ان کی ہی ذات تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مونسِ حیات بن کر تسکینِ خاطر کا باعث تھی انھوں نے اتنے خوفناک اور خطرناک اوقات میں استقلال و استقامت سے خطرات و مصائب کا مقابلہ کیا اور تن من دھن سے بارگاہ نبوت میں اپنی قربانی پیش کی۔

فضائل:

چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں چند احادیث بھی وارد ہوئی ہیں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن لے کر

آرہی ہیں جس میں کھانا ہے جب یہ آپ کے پاس آجائیں تو آپ ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیں اور آپ ان کو خوشخبری سنا دیں کے جنت میں ان کے لئے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہو گا نہ تکلیف ہو گی۔

وصال:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا25 سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذاری سے سرفراز رہیں ہجرت سے تین برس قبل 65 سال کی عمر پا کر ماہ رمضان میں مکہ معظمہ میں انھوں نے وفات پائی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے مشہور قبرستان حجون(جنت المعلی) میں خود بنفس نفیس ان کی قبر میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک فرمایا چونکہ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لیے آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

(سیرت مصطفی ص ۶۵۲)

حضرت سودا بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

ان کا نام حضرت سودہ بنت زمعہ ہے اور انکی والدہ کا نام شموس بنت عمرو ہے ان کا سلسلہ نسب کعب بن لؤیٔ بن غالب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

(فیضان امہات المؤمنین ص۵۸)

قبول اسلام:

یہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوگئی تھیں اور ان دونوں نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی۔

رشتہ ازدواج:

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ جب حبشہ سے مکہ مکرمہ آئیں تو ان کے شوہر سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور وہ بیوہ ہو گئیں ان کے ایک لڑکا بھی تھا جن کا نام "عبد الرحمٰن" تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے ہر وقت بہت زیادہ مغموم اور اداس رہتے تھے یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت سودہ سے نکاح فرمالیں تاکہ آپ کا خانۂ معیشت آباد ہو جائے نےاور ایک وفادار اور خدمت گذار بیوی کی صحبت سے آپ کا غم مٹ جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس مخلصانہ مشورے کو قبول فرما لیا۔

چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالی عنھا نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد سے بات چیت کر کے نسبت طے کرا دی۔(سیرت مصطفی ص ۲۵۶)

اسی طرح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے نبوت کے دسویں سال یعنی 50سال کی عمر شریف میں اپنی بیٹی کا نکاح حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا۔

(سیرت رسول عربی ص ۲۰۴)

کردار:

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طبیعت کی فیاض تھیں ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک درہموں کی تھیلی آپ کی خدمت میں بھیجی آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والے نے جواب دیا کہ درھم ہیں آپ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: کہ درہم کھجوروں کی تھیلی میں بھیجے جاتے ہیں یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے اسی وقت تمام درہم تقسیم کر دیئے ۔

آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی میں امتیازی حیثیت رکھتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا کے یہ حج اسلام ھے جو گردن سے ساقط ہو گیا کہ اس کے بعد تم گھر کو غنیمت سمجھنا یعنی گھر سے نہ نکلنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال ظاہری کے بعد تمام ازواج مطہرات حج کو جایا کرتی تھیں سوائے حضرت سودہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہما کے وہ دونوں فرماتی تھیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کے بعد ہم چوپایا پر سوار نہ ہوں گی۔ یعنی حج کرنے کے لئے گھر سے باہر نہیں نکلیں گی۔(سیرت رسول عربی ص ۶۰۵)

مرویات:

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کتب متداولہ میں 5 حدیثیں مروی ہیں جن میں سے 1 بخاری میں ہے حضرت عبد اللہ بن عباس اور یحییٰ بن عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما نے ان سے روایت کی۔

وصال:

انہوں نے حضرت فاروق اعظم کی خلافت کے اخیر زمانے میں انتقال فرمایا۔

(بحوالہ سیرت رسول عربی صفحہ 605)

ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے امام بخاری نے بتایا کہ سن 23 ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی صاحب اکمال نے سن وفات شوال ۵۴ ہجری تحریر کیا ہے علامہ ابن حجر عسقلانی نے سن وفات شوال 55 ہجری بتایا ہے واللہ تعالی اعلم۔

(سیرت مصطفی ص ۶۵۷ زرقانی ج۳ص ۲۲۹)

حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما

نام و نسب:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نور نظر اور دختر نیک اختر ہیں ان کی والدہ ماجدہ کا نام ام رومان ہے۔(سیرت مصطفی ص ۶۵۷)

اور ان کا نسب مرہ بن کعب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے بعثت کے4 برس پیدا ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف 44 سال تھی اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام پر" ام عبداللہ "اپنی کنیت رکھتی تھیں۔(سیرت رسول عربی ص ۲۰۵)

عقد نکاح:

حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی صورت ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیے کہ ان سے شادی کر لیجئے حضرت خولہ بنت حکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ام رومان یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کی والدہ کے پاس گئی اور نکاح کا پیغام سنایا اور ام رومان نے رضامندی ظاہر کی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں۔(فیضان امہات المؤمنین ص ۲۷)

کردار:

حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہم میں سے حضرت عائشہ صدیقہ سے سب سے زیادہ محبت تھی انکو دوسری ازواج پر اور کی باتوں میں فضیلت تھی چنانچہ

۱۔ان کے علاوہ کسی اور زوجہ کے والدین مہاجر نہ تھے ۔

۲۔ان کی برات اللہ تعالی نے آسمان سے نازل فرمائی

۳۔ان کے سوا کسی اور زوجہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا

۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور یہ ایک ہی برتن میں غسل فرماتے

۵۔رسول اللہ صلی اللہ علی وآلہ وسلم کا وصال شریف انہی کی گود میں ہوا

۶۔اور انہی کی باری میں ہوا

۷۔اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی کے حجرے میں دفن ہوئے

۸۔ ان کے علاوہ حضور صلی اللہ نے کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا

۹۔ ان کی پاکدامنی کے بارے میں اللہ تعالی نے سورہ نور کی آیات نازل فرمائیں۔

(سیرت مصطفی ص ۲۶۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا عالمہ فصیحہ تھی حضرت موسی بن طلحہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں پایا۔

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام کو کوئی ایسا مشکل مسئلہ پیش نہیں آیا جس کا حل انہوں نے حضرت عائشہ کے پاس نہ پایا ہو۔

آپ وقائع اور اشعار عرب سے خوب واقف تھیں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن و فرائض وحلال و حرام وفقہ و شعر و طب و حدیث کا عالم نہیں پایا۔

آپ زاہدہ اور سخی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں فتوی دیا کرتی تھی یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں۔

مرویات:

آپ رضی اللہ عنہا کثیر الحدیث تھیں (۲۲۱۰) حدیثیں آپ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہیں جن میں سے 174 پر شیخین کا اتفاق ہے یعنی امام بخاری و امام مسلم دونوں کی کتابوں میں ہیں ۵۴احادیث میں امام بخاری اور 28 احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں یعنی تنہا کسی ایک نے ذکر کیا ہے۔(سیرت رسول عربی ص ۶۰۷)

وصال:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 18 سال تھی انہوں نے 66 برس کی عمر میں سن ۵۷ ھ میں انتقال فرمایا اور حسب وصیت رات کے وقت میں جنت البقیع میں دفن ہوئیں اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پڑھائی۔(فیضان امہات المؤمنین ص ۹۰)

حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام حفصہ ہے اور آپ رضی اللہ عنہا امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں آپ کا تعلق عرب کے ایک نہایت ہی معزز واشرف قبیلے قریش کی شاخ بنی عدی سے تھا آپ رضی اللہ عنہا اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے جب قریش بیت اللہ کی تعمیر نَو کر رہے تھے تب ہوئی یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف35 سال تھی آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا ہے جو جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں آپ رضی اللہ عنہا کا نسب حضرت کعب میں جاکر رسول خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے حضرت کعب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھویں جد امجد ہیں۔

(فیضان امہات المومنین ص ۱۰۸)

رشتہ ازدواج:

حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا پہلے السابقون الاولون میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالی عنہ کے نکاح میں تھیں جو مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور مجاہدین بدر میں سے بھی ہیں۔(فیضان امہات المومنین ص ۹۸)

اور جب حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالی عنہ جنگ احد کے بعد مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی شہزادی کی دوسری شادی کے لیے فکر مند رہنے لگے اور حضرت ابوبکر وعثمان رضی اللہ عنہما سے نکاح کی بات کی لیکن ان دونوں حضرات نے دوسرا نکاح کرنے کی کوئی رغبت ظاہر نہ فرمائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رنجیدہ ہوئے اور اپنی رنجیدگی کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلام سے کیا توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دیتے اور حوصلہ بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ حفصہ سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے اس کے چند روز بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔(فیضان امہات المومنین ص ۱۰۰)

کردار:

شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آکر حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا کاشانۂ نبوی میں اپنی زندگی کے خوبصورت ترین لمحات گزارنے لگیں اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے علمی و روحانی فیضان سے فیض یاب ہوکر عبادت الٰھی میں خوب کوشش کرتیں دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو شب بیداری کرکے عبادت میں گذارتیں۔

بارگاہ الہی میں آپ رضی اللہ عنہا کا یہ عمل اتنا مقبول ہوا کہ ایک دفعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے اللہ پاک کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکران کی شب بیداری اور روزہ داری کو بیان کرتے ہوئے کہا طلاق دینے سے منع کر دیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق مت دیجئے کیونکہ وہ روزہ دار شب بیدار ہیں اور جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں۔

(فیضان امہات المومنین ص ۱۰۵)

مرویات :

مروجہ اور مشہور کتب میں آپ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد 60 ہے ان میں سے 4متفق علیہ یعنی امام بخاری و مسلم کی کتابوں میں ہیں یعنی بخاری و مسلم دونوں میں ہیں اور تنہا مسلم میں ٦ احادیث ہیں اور تنہا بخاری میں ۵ احادیث ہیں دیگر کتب میں ۵۰ احادیث مروی ہیں۔(فیضان امھات المؤمنین ص ۱۱۴)

وصال:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے شعبان45 ھ میں ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا بوقت انتقال ان کی عمر مبارک ساٹھ یا تریسٹھ برس تھی ان کی نماز جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی جو اس وقت مدینے کا حاکم تھا اور اس

نے بنو حزم کے گھر سے مغیرہ کے گھر تک جنازے کو کندھا بھی دیا اور مغیرہ کے گھر سے قبر تک حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ شرف حاصل کیا۔(سیرت رسول عربی ص ۶۰۹)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل فرما کر یہ نام رکھا آپ کے والد کا نام " جحش" اور والدہ کا نام" امیمہ " ہے جو سرکار اقدس صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا سلسلہ نسب رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف میں حضرت خزیمہ کے ذریعے جاکر مل جاتا ہے۔(فیضان امھات المومنین ص ۲۱۱)

رشتہ ازدواج :

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ان کا نکاح کرا دیا تھا مگر چونکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا خاندان قریش کی ایک بہت ہی شاندار اور معزز خاتون تھیں اور حسن و جمال میں بھی یہ خاندان قریش کی بے مثال عورت تھیں اور حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کو، گوکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا پھر ان کو آزاد کیا تھا اور پہلے وہ غلام تھے اس لئے حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا ان سے خوش نہیں تھیں اور اکثر میاں بیوی میں ان بن رہا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کو طلاق دے دی اس واقعے کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا چنانچہ جب ان کی عدت گزر گئی تو محض حضرت زینب رضی اللہ

عنہا کی دلجوئی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنھا کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا یہ پیغام بشارت سنکر حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا نے دو رکعت نماز ادا کی اور سجدے میں سر رکھ کر یہ دعا مانگی خداوندا تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے اگر میں تیرے نزدیک ان کی زوجیت میں داخل ہونے کے لائق عورت ہوں تو یااللہ عزوجل میرا ان کے ساتھ نکاح فرما دے ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور یہ آیت نازل ہوگئی۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَىْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِىْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ (پ۔۲۲۔ الاحزاب۔ آیت۔۳۷)

ترجمہ: پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئ تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مسکراتے ہوئے کہا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور اس کو یہ خوشخبری سنائے کہ اللہ تعالی نے میرا نکاح ان کے ساتھ فرما دیا ہے یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ایک خادمہ دوڑتی ہوئی حضرت زینب کے پاس پہنچیں اور یہ آیت سناکر خوشخبری دی اور حضرت زینب رضی اللہ عنھا اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنا زیور اتار کر اس خادمہ کو انعام میں دے دیا اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور اس نعمت کے شکریہ میں دو ماہ تک لگاتار روزہ دار رہیں۔

اس کے بعد اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے آپ نے میرے ساتھ نکاح فرما لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالی نے کر دیا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے اس نکاح کے گواہ ہیں حضور نے ان کے نکاح پر جتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی اتنی بڑی دعوت ولیمہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہم میں سے کسی کے نکاح کے موقع پر نہیں فرمائی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی دعوت ولیمہ میں تمام صحابہ کرام کو نان اور گوشت کھلایا تھا۔(سیرت مصطفی ص ٦٧٢)

کردار :

آپ رضی اللہ تعالی عنہا بہت فیاض اور سخی تھیں اور فقراء و مساکین سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتی تھیں اور کثرت سے صدقہ دینا انہیں پسند تھا حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا اپنے ہاتھ سے کچھ دستکاری یعنی گھریلو کام کاج کر کے اور مختلف چیزیں بناتی تھیں اور اس کی آمدنی فقرہ ومساکین پر صدقہ کرتی تھیں۔(فیضان امہات المومنین ص ٢١٧)

ان کی وفات کی خبر جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا کہ ہائے ایک قابل تعریف عورت جو سب کے لئے نفع بخش تھیں اور یتیموں اور بوڑھی عورتوں کا دل خوش کرنے والی تھیں آج دنیا سے چلی گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان ہے کہ میں نے بھلائی اور سچائی میں اور رشتے داروں کے ساتھ مہربانی کے معاملے میں حضرت زینب سے بڑھ کر کسی عورت کو نہیں دیکھا۔

منقول ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنھا ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن سے اکثر یہ کہا کرتی تھیں کہ مجھ کو خدا تعالی نے ایک ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جو ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ تمام ازواج مطھرات کا نکاح ان کے باپ داداؤں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ کیا لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالی نے کر دیا۔

(سیرت مصطفی ص ٦٧٣)

مــــرویاتــــ:

احادیث کی مروجہ کتب میں آپ رضی اللہ تعالی عنھا سے مروی احادیث کی تعداد 11 ہے جن میں سے دو متفق علیہ ہیں یعنی بخاری و مسلم دونوں میں ہیں اور بقیہ نو احادیث دیگر کتابوں میں ہیں۔

(فیضان امہات المومنین صفحہ 213)

وصال:

منقول ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات کا حال امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے حکم دے دیا کہ مدینے کے کوچہ و بازار میں یہ اعلان کردیا جائے کے تمام اہل مدینہ اپنی مقدس ماں کی نمازِ جنازہ کے لئے حاضر ہو جائیں۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

سن بیس ہجری یا 21 میں ترپین برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔

(بحوالہ سیرت مصطفی صفحہ674)

حضرت سیدتنا زینب بنت خزیمہ

نام ونسب:

آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا اسم گرامی زینب ہے اور والد کا نام خزیمہ ہے اور آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف ہے اور ہند بنت عوف وہ خاتون ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ سسرالی رشتوں کے اعتبار سے روئے زمین پر سب سے معزز خاتون ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی دو بیٹیاں حضرت سیدتنا زینب بنت خزیمہ اور حضرت سید میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالی عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سے مشرف ہوئیں اور ان کی دیگر بیٹیاں بھی معزز ترین افراد کے نکاح میں تھیں جن میں حضرت عباس حضرت حمزہ حضرت ابوبکر صدیق حضرت علی المرتضی حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت سیدنا شداد بن ھاد رضی اللہ تعالی عنہم جیسے معزز افراد ان کے داماد ہیں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا نسب حضرت مضرمیں جاکر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے

نسب شریف سے مل جاتا ہے اور حضرت مضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے اٹھارویں جد محترم یعنی دادا جان ہیں۔(فیضان امہات المومنین ص ۱۲۶)

کردار:

آپ رضی اللہ تعالی عنہا غریبوں اور مسکینوں پر شفقت اور احسان کی بدولت زمانہ جاہلیت میں ہی آپ رضی اللہ تعالی عنہا کو ام المساکین کے دل نواز خطاب سے پکارا جانے لگا تھا ازواج مطہرات میں حضرت سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنھا کے علاوہ صرف آپ رضی اللہ عنھا ہی ہیں جنھوں نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں انتقال فرمایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دفن فرمایا۔

ازواج مطہرات میں صرف آپ کی نماز جنازہ خود پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی۔

اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کا انتقال ہوا تھا اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

آپ رضی اللہ عنھا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنی جانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کردی تھیں اور ان کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ-وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ-(الاحزاب ۵۱)

ترجمہ:

ان میں سے جسے چاہو پیچھے ہٹاؤ اوران میں سے جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو اور جنہیں تم نے علیحدہ کردیا تھا ان میں سے جسے تمہارا جی چاہے) اپنے قریب کرلو (تواس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔(فیضان امہات المومنین ص ۱۲۸)

وصال :

سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے آٹھ ماہ بعد ربیع الآخر چار ہجری میں تیس برس کی عمر پاکر آپ نے انتقال فرمایا۔

اور ایک قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے بعد صرف دو یا تین ماہ حیات رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن فرمایا۔

(فیضان امہات المومنین ص ۱۳۰)

حضرت سیدتنا جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا

نام و نسب:

یہ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ابو ضرار کی بیٹی ہیں ان کا اصلی نام برہ یعنی نیکوکار تھا لیکن چونکہ اس نام سے بزرگی اور بڑائی کا اظہار ہوتا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جویریہ یعنی چھوٹی لڑکی رکھ دیا۔

رشتہ ازدواج:

غزوہ مریسیع میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر قیدی بنائے گئے تھے انہی کے قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھیں جب قیدیوں کو باندی غلام بناکر
مجاہدین پر تقسیم کردیا گیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کے حصے میں آئیں انہوں نے آپ سے مکاتبت کر لی یعنی یہ لکھ کر دے دیا کہ تم اتنی اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے قبیلے کے سردار اعظم حارث بن ابو ضرار کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے مجھے مکاتبہ بنا دیا ہے مگر میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں کتابت کا بدل ادا کر کے آزاد ہو جاؤں اس لیے آپ اس وقت میں میری مالی امداد فرمائیں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ان کی فریاد سن کر

ان پر رحم آگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمھارے ساتھ کروں تو کیا تم اس کو منظور کرلو گی؟

انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے ساتھ اس سے بہتر سلوک کیا فرمائیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہاری آزادی کا بدل میں اپنی طرف سے ادا کردوں اور پھر تم کو آزاد کرکے میں خود تم سے نکاح کر لوں تاکہ تمہارا خاندانی اعزاز اور وقار برقرار رہ جائے یہ سن کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شادمانی اور مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی انہوں نے اس اعزاز کو بخوشی منظور کر لیا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کتابت کا سارا بدل اپنی طرف سے ادا فرما کر ان کو آزاد کرکے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن میں شامل فرمایا اور یہ ام المومنین کے اعزاز سے سرفراز ہوئیں جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح فرمایا تو تمام مجاہدین یک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرما لیا اس خاندان کا کوئی فرد باندی غلام نہیں رہ سکتا چنانچہ اس خاندان کے جتنے باندی غلام مجاہدین کے قبضے میں تھے فورا ہی سب کے سب آزاد کردئے گئے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے قبیلے میں تشریف لانے سے تین دن پہلے میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ مدینے کی جانب سے ایک چاند چلتا ہوا آیا اور میری گود میں گر پڑا میں نے کسی سے اس خواب کا تذکرہ نہیں کیا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرما لیا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہی اس خواب کی تعبیر ہے۔(سیرت مصطفی ص ۶۷۹۔ زرقانی ج۳ص ۲۵۴)

کردار:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ کے نکاح سے بڑھ کر مبارک ثابت نہیں ہوا کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندانِ بنی مصطلق کو غلامی سے نجات حاصل ہو گئی آپ رضی اللہ تعالی عنہا بہت ہی عبادت گزار عورت تھیں نمازِ فجر سے لے کر نمازِ چاشت تک ہمیشہ اپنے ورد وظائف میں مشغول رہا کرتی تھیں۔

(سیرت مصطفی ص ۲۸۰)

مرویات:

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا نے 7 حدیثیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری شریف میں اور دو حدیثیں مسلم شریف میں ہیں اور باقی تین حدیثیں دوسری کتابوں میں مذکور ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبید بن سباق اور ان کے بھتیجے حضرت طفیل رضی اللہ تعالی عنہم نے ان سے روایت کی ہے۔(فیضان امہات المومنین ص ۲۴۹)

انتقال:

سن پچاس ھجری میں پینسٹھ برس کی عمر پاکر انہوں نے مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور مدینہ کے حاکم مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔

(بحوالہ سیرت مصطفی صفحہ 681)

حضرت سیدتنا صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا

نام و نسب:

آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا اصلی نام زینب تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام صفیہ رکھ دیا یہ یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر سردار اعظم حی بن اخطب کی بیٹی ہیں اور ان کی والدہ کا نام ضرہ بنت سموئل ہیں۔

یہ خاندان بنی اسرائیل میں سے حضرت موسی علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا شوہر کنانہ بن ابو الحقیق بھی بنو نضیر کا رئیس اعظم تھا جو جنگ خیبر میں قتل ہو گیا۔(سیرت مصطفی ص ۶۸۱)

قبول اسلام اور رشتہ ازدواج:

محرم 7 ہجری میں جب خیبر کو مسلمانوں نے فتح کر لیا اور تمام جنگی قیدی گرفتار کر کے اکٹھے جمع کیے گئے تو اس وقت حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالی عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ایک باندی طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی پسند سے ان قیدیوں میں سے کوئی باندی لے لو انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو لے لیا مگر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی شہزادی ہیں ان کے خاندانی اعزاز کا تقاضا ہے کہ آپ ان کو اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرما لیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالی عنہ سے لے لیا اور ان کے بدلے میں انہیں ایک دوسری باندی عطا فرما دی پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو آزاد فرما کر ان سے نکاح فرمایا اور جنگ خیبر سے واپسی پر تین دنوں تک منزل صہباء میں اپنے خیمے کے اندر اپنی قربت سے سرفراز فرمایا اور صحابۂ کرام کو دعوت ولیمہ کھلائی۔(سیرت مصطفی ص ۲۸۲)

کردار:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بیبی صفیہ رضی اللہ عنہا پر بہت ہی خصوصی توجہ اور انتہائی کریمانہ عنایت فرماتے تھے اور اس قدر ان کا خیال رکھتے تھے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ پر فطری غیرت سوار ہوجایا کرتی تھی۔

فضائل :

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا رو رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے یہ کہا ہے کہ ہم دونوں دربار رسالت میں تم سے زیادہ عزت دار ہیں کیونکہ ہمارا خاندان حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ملتا ہے یہ سن کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تم نے ان دونوں سے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیوں کر ہو سکتی

ہوں حضرت ہارون علیہ السلام میرے باپ ہیں اور حضرت موسی علیہ السلام میرے چچا ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم میرے شوہر ہیں۔(سیرت مصطفی ص ۲۸۳)

مـــرویاتـــ:

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے دس حدیثیں حضور صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں ہے یعنی متفق علیہ ہے اور باقی نو حدیثیں دوسری کتابوں میں درج ہیں۔

وصـــال:

ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق سن 50 ہجری میں ان کی وفات ہوئی ابن سعد نے لکھا ہے کہ سن 52 ہجری میں ان کا انتقال ہوا بوقت انتقال ان کی عمر ساٹھ برس تھی یہ بھی مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔(سیرت مصطفی ص ۶۸۴)

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا

نام و نســب:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند ہے اور کنیت آ مسلماں ہے مگر یہ اپنی کنیت کے ساتھ ہی مشہور ہیں ان کے والد کا نام حذیفہ اور بعض مورخین کے نزدیک سہیل ہے مگر اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ان کی والدہ عاتکہ بنت عامر ھیں۔

نکاح:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔(سیرت مصطفی ص ۶۶۴)

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔(سیرت رسول عربی ص ۶۰۹)

یہ دونوں میاں بیوی قدیم الاسلام اعلان نبوت کے بعد جلد ہی دامن اسلام میں آگئے اور قدیم الاسلام صحابی ہیں اور سب سے پہلے ان دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر یہ دونوں حبشہ سے مکہ مکرمہ آگئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا اور دونوں میاں بیوی کچھ خاندانی رکاوٹیں اور مشکلات اور تکالیف برداشت کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گئےاور بخیر و عافیت رہنے لگے مگر 4 ہجری میں جب حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔(سیرت مصطفی صفحہ666)

وفات کے وقت حضرت ام سلمہ حاملہ تھیں وضع حمل کے بعد حضرت ابو بکر و عمر نے خواستگاری یعنی نکاح کرنے کی آرزو کی تو آپ نے انکار کر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو مرحبا کہہ کر کچھ عذر پیش کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تسلی بخش جواب دیا اور نکاح ہو گیا۔ (سیرت رسول عربی صفحہ609)

کردار:

ام المومنین حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چند بچے بھی تھے جن کے ساتھ یہ کاشانہ نبوت میں رہنے لگی اور ام المومنین کے معزز لقب سے سرفراز نہیں حضرت بیبی ام سلمہ رضی اللہ عنہا حسن و جمال کے ساتھ ساتھ عقل اور فہم کے کمال کا بھی بے مثال بیان ہے کہ میں نے حضرت ام سلمہ کے سوا کسی عورت کو نہیں جانتا کہ اس کی رائے درست ثابت ہوئی ہو اور عقل و رائے کے ساتھ ساتھ فقہ اور حدیث میں بھی ان کی مہارت خصوصی طور پر ممتاز تھی۔

(سیرت مصطفی صفحہ ٦٦٦)

مــــرویاتـــ:

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 378 حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے 13 حدیث متفق علیہ اور بہت سے صحابہ و تابعین حدیث میں ان کے شاگرد ہیں اور ان کے شاگردوں میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

وصال:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے 84 برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے قبرستان میں مدفون ہوئیں ان کے سن وفات میں اختلاف ہے سن 53 ہجری سن 59 سن 61 سن 63 62 ہجری۔(سیرت مصطفی صفحہ 667)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام "رملہ" ہے یہ سردار مکہ "ابو سفیان بن حرب" کی صاحبزادی ہیں اور ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص ہے۔(سیرت مصطفی صفحہ 668)

اور یہ "حضرت امیر معاویہ" رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔(بحوالہ سیرت رسول عربی ٦١١)

اور آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے حضرت عبد مناف میں جا کر ملتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے داداجان جبکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کے پانچویں دادا جان ہیں اور تمام ازواج مطہرات میں آپ کا نسب ہی کم واسطوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے۔(فیضان امہات المومنین صفحہ 273)

اور اعلان نبوت سے 17 سال پہلے مکۃالمکرمہ کی مبارک سرزمین پر آپ کی ولادت ہوئی۔

(فیضان امہات المومنین ٢٧١)

قبول اسلام و رشتہ ازدواج:

یہ پہلے عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور میاں بیوی دونوں نے اسلام قبول کیا اور دونوں ہجرت کرکے حبشہ کی طرف چلے گئے تھے۔ لیکن حبشہ پہنچ کر ان کے شوہر عبیداللہ بن جحش پر ایسی

بد نصیبی سوار ہو گی کہ وہ اسلام سے مرتد ہوکر نصرانی ہو گیا اور شراب پیتے پیتے ہی مر گیا مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے اسلام پر استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہیں جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو ان کی حالت معلوم ہوئی تو قلبِ نازک پر بے حد صدمہ گزرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلجوئی کے لئے حضرت عمرو بن ضمری رضی اللہ عنہ کو نجاشی بادشاہِ حبشہ کے پاس بھیجا اور خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت ام حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کردو نجاشی کو جب یہ فرمانِ نبوت پہنچا تو اس نے اپنی ایک خاص لونڈی کو جس کا نام "ابرھہ" تھا حضرت ام حبیبہ کے پاس بھیجا اور رسول اللہ علیہ السلام کے پیغام کی خبر دی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنھا اس خوشخبری کو سن کر اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنے کچھ زیورات اس بشارت کے انعام میں ابرھہ باندی کو دیدئے اور اپنے ماموں کے لڑکے کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیج دیا۔ نجاشی نے اپنے شاہی محل میں مجلسِ نکاح منعقد کی اور صحابۂ کرام کو جو اس وقت حبشہ میں موجود تھے اس مجلس میں بلایا اور خود ہی خطبہ پڑھ کر سب کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بی بی امِ حبیبہ سے نکاح کردیا اور چار سو دینار اپنے پاس مہر ادا کیا۔ جب صحابۂ کرام مجلس سے اٹھنے لگے تو نجاشی بادشاہ نے کہا آپ لوگ بیٹھے رہیے انبیاء علیہم السلام کا یہ طریقہ ہے کہ نکاح کے وقت کھانا کھلایا جاتا ہے - یہ کہ کر نجاشی نے کھانا منگایا اور تمام صحابہ کرام شکم سیر کھانا کھا کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے پھر نجاشی نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ عنھا کو مدینہ منورہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا اور حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ عنھا نے حرمِ نبوی میں داخل ہوکر ام المومنین کا معزز لقب پالیا ہے۔

کردار:

حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ عنھا بہت پاکیزہ ذات و حمیدہ صفات کی جامع اور نہایت ہی بلند ہمت اور سخی طبیعت کی مالک تھیں اور بہت ہی قوی الایمان تھیں۔

ان کے والد ابو سفیان جب کفر کی حالت میں تھے اور صلحِ حدیبیہ کی تجدید کے لئے مدینہ آئے تو بے تکلف ان کے مکان میں جاکر بسترِ نبوت پر بیٹھ گئے۔ حضرت امِ حبیبہ نے اپنے باپ کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور یہ کہہ کر اپنے باپ کو بستر سے اٹھا دیا کہ یہ بسترِ نبوت ہے۔ میں کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک اس پاک بستر پر بیٹھے۔

مرویات:

حضرت ام حبیبہ نے پینسٹھ حدیثیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے دو احادیث بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہیں یعنی متفق علیہ ہیں اور ایک حدیث وہ ہے جس کو تنہا امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ باقی حدیثیں حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔

وصال:

سن ۴۴ ھ میں مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے ساتھ دفن ہوئیں۔(سیرت مصطفی ص ۶۷۰۔ زرقانی جلد ۳ ص ۲۴۲ تا ۲۴۵)

حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا

نام و نسب:

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نام پہلے برہ تھا لیکن حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام بدل کر میمونہ) یعنی برکت والی برکت دی گئی رکھ دیا۔(فیضان امہات المومنین ص ۳۲۷)

ان کے والد کا نام حارث بن حزن ہے اور ان کی والدہ کا نام ہند بنت عوف ہیں حضرت مضر میں جاکر آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا سلسلۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے نسب شریف سے مل جاتا ہے اور حضرت مضر رضی اللہ تعالی عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اٹھارویں جدے محترم ہیں۔(فیضان امہات المومنین ص ۳۲۸)

قبول اسلام و رشتہ ازدواج :

یہ پہلے ابو رھم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں مگر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سن 7 ہجری میں عمرۃ القضا کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو یہ بیوہ ہو چکی تھیں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے نکاح کرنے کی درخواست کی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا عمرۃ القضاء سے واپسی پر مقام سرف میں ان کو اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا۔

(سیرت مصطفی ص ٦٧٥)

کردار:

ام المومنین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ امت مسلمہ کو متعدد مسائل کا حل آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے ذریعے سے ملا ہے جن میں سے ایک مسئلہ حالت احرام میں نکاح کرنے کا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالی عنھا سے نکاح فرمایا اس وقت آپ علیہ الصلاۃ والسلام حالت احرام میں تھے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے: "تزوج میمونۃ وھو محرم۔" (صحیح البخاری | کتاب: جزاء الصید، باب تزویج المحرم حدیث ١٨٣٧)

جس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ محرم کو اس حالت میں نکاح کرنے کی شرعی اجازت ہے۔

(فیضان امہات المومنین ص ٣٣٥)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا ان چار بہنوں میں سے ہیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے الاخوات المومنات کے دلنشین خطاب سے نوازا تھا آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام سرف میں آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اسی مقام پر رسم عروسی ادا کی اور پھر اسی مقام پر آپ رضی اللہ تعالی عنھا کا انتقال ہوا اور اسی مقام پر آپ رضی اللہ تعالی عنھا کی مبارک تربت (قبر) بنی۔ (فیضان امہات المومنین ص ٣٣٨)

مرویات:

حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کل 76 حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں مذکور ہیں یعنی متفق علیہ ہیں اور ایک حدیث صرف بخاری میں ہے اور ایک ایسی حدیث ہے جو صرف مسلم میں ہے یعنی ان سے دو حدیثیں ایسی مروی ہیں جن میں امام بخاری و امام مسلم منفرد ہیں اور باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

وصال:

صحیح قول کے مطابق 51 ہجری کو آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا انتقال ہوا اور یہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا دور حکومت تھا۔(فیضان امہات المومنین۳۳۸)

یہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی آخری زوجہ مبارکہ ہیں ان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا ان کے انتقال کے سال میں مؤرخین کا اختلاف ہے مگر مشہور قول یہ ہے کہ انہوں نے 51 سن ہجری میں بمقام سرف وفات پائی جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے زفاف فرمایا تھا ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے ہے کہ انہوں نے سن اکسٹھ ہجری میں وفات پائی ایک قول یہ ہے کہ سن63 ھ ان کے انتقال کا سال ہے ان کی وفات کے وقت ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما موجود تھے اور انہوں نے ہی آپ رضی اللہ تعالی عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو قبر میں اتارا جب جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے لوگو یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں تم لوگ ان کے جنازے کو بہت آہستہ آہستہ لے کر چلوں اور ان کی مقدس لاش کو نہ جھنجھوڑو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مقام سرف میں اسی جگہ پر دفن کیا گیا جس جگہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پہلی بار اپنی قربت سے مشرف فرمایا تھا۔(سیرت مصطفی ص۶۷۷)

الباب الثانی

الفصل الاول:

کثرت ازواج کی حکمتیں

الفصل الثانی:

ازواج النبی ﷺ کا اشاعت حدیث میں کردار

الفصل الاول:

تعددِ ازدواج یعنی ایک سے زائد بیوی رکھنے میں پوشیدہ حکمتیں:

دورِ حاضر میں ایک طرف عالمگیر جنسی بے راہ روی عام ہے ، وہیں اسلام کے قوانینِ نکاح و طلاق پر بے جا اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے ، جن اسلامی اصول و قوانین پر کج فہموں نے اکثر اعترضات کیے ہیں،من جملہ ان اعتراضات میں سے ایک تعددِ ازدواج کا مسئلہ بھی ہے ۔ افسوس اس پر زیادہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ بغیر رشتۂ نکاح کے حرام طریقے پر جنسی خواہشات کی تکمیل پر اس درجے نہیں چیخ و پکار کرتے، جس درجے حکمت سے پُر اسلام کے اس حکم تعددِ ازدواج کی اجازت پر چیخ و پکار کرتے ہیں۔ اسی لیے درجِ ذیل مضمون میں چند ان مصلحتوں اور حِکمتوں کا بیان کیا جا رہا ہے ، جن کا مطالعہ اگر حق و صداقت کے ساتھ کیا جائے تو ضرور تمام شبہات کا ازالہ ہو جائے گا، ان شاء اللہ۔

اب ہم یہاں پر کثرت ازواج کی مختلف زاویوں سے دلیلیں پیش کریں گے۔

عقل اور فطرت کا تقاضہ:

(1) تجربے اور مشاہدے سے اور مردم شماری کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد قدرتاً اور عادۃً ہمیشہ مَردوں سے زیادہ رہتی ہے ، جو کہ قدرتی طور پر تعددِ ازدواج کی ایک بین دلیل ہے ۔ مرد بہ نسبت عورتوں کے پیدا کم ہوتے ہیں اور مرتے زیادہ ہیں۔ لاکھوں مرد لڑائیوں میں مارے جاتے ہیں اور ہزاروں مرد جہازوں میں ڈوب کر مر جاتے ہیں اور ہزاروں مرد کانوں میں دب کر تعمیرات میں بلندیوں سے گر کر مر جاتے ہیں اور عورتیں پیدا زیادہ ہوتی ہیں اور مرتی کم ہیں، پس اگر ایک مرد کو کئی شادیوں کی اجازت نہ دی جائے تو یہ فاضل عورتیں بالکل معطل اور بے کار رہیں، کون ان کی معاش کا کفیل اور ذمّے دار بنے اور کس طرح یہ عورتیں اپنی فطری خواہش کو دبائیں اور اپنے کو زنا سے محفوظ رکھیں۔ بس تعددِ ازدواج کا حکم بے کس عورتوں کا سہارا ہے اور ان کی عصمت و ناموس کی حفاظ کا واحد ذریعہ ہے اور ان کی جان اور آبرو کا نگہبان و پاسبان ہے ۔

عورتوں پر اسلام کے اس احسان کا شکر واجب ہے کہ تکلیف سے بچایا، راحت پہنچائی و ٹھکانہ دیا اور لوگوں کی تہمت وبد گمانی سے محفوظ کر دیا۔

(2) نکاح کی غرض و غایت یعنی عفت اور حفاظتِ نظر اور تحصینِ فرج اور تناسل اور اولاد بہ سہولت حاصل ہو سکے اور زنا سے بالکلیہ محفوظ ہو جائے ، اس لیے کہ قدرت نے بعض لوگوں کو ایسا قوی، تندرست، فارغ البال اور خوش حال بنایا ہے کہ ان کے لیے ایک عورت کافی نہیں ہو سکتی اور بہ وجہ قوت و توانائی اور پھر خوش حالی و تونگری کی وجہ سے چار بیویوں کے بلا تکلف حقوقِ زوجیت ادا کرنے پر قادر ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو دوسرے نکاح سے روکنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سے تقویٰ وپرہیز گاری اور پاک دامنی تو رخصت ہو جائے گی اور بد کاری میں مبتلا ہو جائیں گے بلکہ اگر ایسے قوی اور توانا جن کے پاس لاکھوں اور کروڑوں کی دولت موجود ہے ، اگر وہ اپنے خاندان کے چار غریب عورتوں سے اس لیے نکاح کریں کہ ان کی تنگ دستی فراخی سے بدل جائے اور وہ غربت کے گھرانے سے نکل کر ایک راحت اور دولت کے گھرانے میں داخل ہوں اور حق تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر کریں تو امید ہے کہ ایسا نکاح اسلامی نقطۂ نظر سے بلا شبہ عبادت اور عین عبادت ہوگا اور قومی نقطۂ نظر سے اعلیٰ ترین قومی ہم دردی کا ثبوت ہوگا۔

عورت کی ذات اور وجود کے تقاضے:

(3) بسا اوقات عورت امراض کی وجہ سے یا عقیم) بانجھ (ہونے کی وجہ سے توالد و تناسل کے قابل نہیں رہتی اور مرد کو بقاے نسل کی طرف فطری رغبت ہے ، ایسی صورت میں عورت کو بے وجہ طلاق دے کر علاحدہ کر دینا یا اس پر کوئی الزام لگا کر اس کو طلاق دے دینا) جیسا کہ دن رات یورپ وغیرہ میں ہوتا رہتا ہے (بہتر ہے یا یہ صورت بہتر ہے کہ اس کی زوجیت اور حقوقِ زوجیت کو باقی اور محفوظ رکھ کر شوہر کو دوسرے نکاح کی اجازت دے دی جائے ۔

(4) عورت ہر وقت اس قابل نہیں رہتی کہ خاوند سے ہم بستر ہو سکے کیوں کہ اول تو لازمی طور پر ہر مہینے میں عورت پر پانچ چھ دن ایسے آتے ہیں یعنی ایامِ ماہ واری، جس میں مرد کو پرہیز کرنا لازمی ہوتا ہے ، دوسرے یہ کہ ایامِ حمل میں عورت کو مرد کی صحبت سے اس لیے پرہیز ضروری

ہوتا ہے کہ جنین کی صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے ، تیسرے یہ کہ بسا اوقات ایک عورت امراض کی وجہ سے یا حمل اور توالد و تناسل کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتی کہ مرد اس سے منتفع ہو سکے تو ایسی صورت میں مرد کے زنا سے محفوظ رہنے کی عقلاً اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ اس کو دوسرے نکاح کی اجازت دی جائے ، ورنہ مرد اپنی خواہش کے پورا کرنے کے لیے ناجائز ذرائع استعمال کریں گے۔

گزشتہ امتوں کے انبیاء علیہم السلام کے عمل سے دلیل:

(5) تاریخِ عالم کے مسلّمات میں سے ہے کہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں یہ رواج تھا کہ ایک شخص کئی کئی عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھتا تھا اور یہ دستور تمام دنیا میں رائج تھا، حتی کہ حضراتِ انبیاے کرام بھی اس دستو سے مستثنیٰ نہ تھے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیویاں تھیں، حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھی متعدد بیویاں تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی کئی بیویاں تھیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیسیوں بیویاں تھیں اور حضرت داوٗد علیہ السلام کے سو بیویاں تھیں اور توریت و انجیل اور دیگر صحفِ انبیا میں حضراتِ انبیا کی متعدد ازواج کا ذکر ہے اور کہیں بھی تعدّدِ ازدواج کی ممانعت کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔اسلام آیا اور اس نے تعددِ ازدواج کو جائز قرار دیا، مگر اس کی حد مقرر کر دی کہ چار سے تجاوز نہ کیا جائے ، اس لیے کہ نکاح سے مقصود عفت اور تحصینِ فرج ہے یعنی پاک دامنی اور شرم گاہ کی زنا سے حفاظت مقصود ہے ، چار عورتوں میں جب ہر تین شب کے بعد عورت کی طرف رجوع کرے گا تو اس کے حقوقِ زوجیت پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔شریعتِ اسلامیہ نے غایت درجے اعتدال اور توسط کو ملحوظ رکھا، نہ تو جاہلیت کہ طرح غیر محدود کثرت کی اجازت دی کہ جس سے شہوت رانی کا دروازہ کھل جائے اور نہ اتنی تنگی کی کہ ایک سے زائد کی اجازت ہی نہ دی جائے ، بلکہ بین بین حالت کو برقرار رکھا کہ چار تک اجازت دی۔

تالیفِ قلوب کی وجہ سے کثرت ازواج:

(6) اسلام کی سر بلندی کے لئے حضراتِ صحابہ نے عظیم قربانیاں دیں لیکن ان جان نثاروں پر کچھ پریشانیاں بھی آئیں وہ یوں کہ ان کی بیٹیاں ،بیویاں بیواہ ہوگئیں جیسے حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ وغیرہ تو ان کے جان نثار والدین کی دلجوئی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیٹیوں سے نکاح فرماکر اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

اسی طرح حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنھا کا نکاح پہلے عبداللہ بن جحش سے تھا لیکن وہ غزوہ احد میں شہید ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بے سہارگی کا مداوا کرنے کے لئے ان سے عقدِ نکاح فرمایا۔(حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے ص ۲۶)

غلط رسومات کا خاتمہ:

(7) دستور عرب کے مطابق منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح حقوق رکھتا تھا وہ وارث بھی ہوتا تھا اسکی بیوی حقیقی بہو کی طرح باپ پر حرام سمجھی جاتی تھی جس کی وجہ سے معاشرے میں طرح طرح کی برائیاں جنم لے رہی تھیں۔

اسی برائی کو ختم کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی استقامت اور جرأت کے ساتھ حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا۔ (حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے ص ۲۸)

بعض قبائل میں نیکی کا فروغ:

(8) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد نکاح کرنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ مختلف قبائل میں نیکی کی دعوت کو عام کیا جائے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا کے خاندان کا پیشہ رہزنی تھا ان کا باپ حارث ان کی سربراہی کرتا تھا لیکن حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا کے نکاح کے بعد سارا خاندان رہزنی کے پیشے سے تائب ہوکر حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا۔(حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے ص ۲۹)

نصف سے زائد انسانی دنیا کی تعلیم (تعلیمِ نسواں کا) انتظام :

(9) قرآن حکیم نے اگرچہ اصولی طور پر عورتوں کے مسائل کی رہنمائی کی ہے لیکن ہزاروں گوشوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیا جن کی تشریح کا فریضہ آپ نے نبھانا تھا، اور دشواری یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کنواری پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے اس قدر غیر معمولی حیا کے ہوتے ہوئے کیسے ممکن تھا کہ (حیض و نفاس کے دقائق، آدابِ مباشرت ومواصلت، طہارت و نجاست کے مسائل) منبر پر کھول کھول کر بیان فرماتے؟

ایک طرف ان چیزوں کا علم ضروری اور دوسری طرف حیا اظہار سے مانع تھی اس مشکل کا حل اس سے بہتر کیا ہوسکتا تھا کہ عورتوں کو ان چیزوں کے مسائل سکھائے جائیں اور ان کے ذریعے مردوں کو مسائل ضروریہ کی تعلیم دی جائے یہی وجہ ہے کہ ان مسائل میں مرد بھی ازواج مطہرات کی طرف رجوع فرماتے تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح فرمائے اور عورتوں کی تعلیم کا بندو بست کیا۔(حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے ص ۳۰)

اور اس کا نظارہ صلب موضوع میں کیا جاسکتا ہے کہ ازواج مطہرات نے دین متین کی تعلیم کے لیے کیسے کیسے نفیس خانگی و نجی زندگی کے مسائل کو بھی بیان کردیا اگر ان بیان کردہ احادیث کا انصاف و اعتدال کی نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ان شاء اللہ کسی بھی قسم کا کوئی وہم و وسوسہ ذہن میں نہیں رہے گا۔

الفصل الثانی:

ازواج النبی کا اشاعت حدیث میں کردار

عقائد

(1)عن حفصة قالت : قال النبي صلى الله عليه وسلم " : إني لأرجو ألا يدخل النار أحد إن شاء الله تعالى ممن شهد بدرا ، والحديبية" ـ قالت : قلت : يا رسول الله، أليس قد قال الله : [وإن منكم إلا واردها كان على ربك حتما مقضيا] ؟ قال " : ألم تسمعيه يقول : [ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا] ؟" ـ

(سنن ابن ماجه | كِتَابُ الزُّهْدِ | بَابٌ : ذِكْرُ الْبَعْثِ.حدیث ۴۲۸۱ / صفحہ ۷۵۶)

ترجمہ:

ام المومنین حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی جہنم داخل نہیں ہو گا (ان شاء اللہ) جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیا اللہ پاک نے یہ ارشاد نہیں فرمایا:"اور تم میں سے ہر ایک دوزخ پر سے گزرنے والاہے۔یہ تمہارے رب کے ذمہ پر حتمی فیصلہ کی ہوئی بات ہے۔"(پ۱۶ مریم آیت۷۱)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ نہیں سنا: پھر ہم ڈرنے والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔ (پ۔۱۶۔ مریم۔ آیت ۷۲)

(2) عن أم سلمة ، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال " : إن قوائم منبري هذا رواتب في الجنة"ـ

(سنن النسائي | كِتَابُ الْمَسَاجِدِ | فَضْلُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّلَاةِ فِيهِ: حدیث ۶۹۶ صفحہ ۳۵)

ترجمہ:

ام المومنین حضرت سیدتنا امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اس منبر کے ستون (پائے) جنت میں بھی قائم رہنے والے ہیں۔

(3)عن أم سلمة قالت : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " : المهدي من عترتي ، من ولد فاطمة " ۔(سنن أبي داود | أَوَّلُ كِتَابِ الْمَهْدِي | بَابٌ | : حديث ۴۲۸۴)

ترجمہ:

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ میری نسل میں سے ،حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہیں۔

نماز:

(1)عن عائشة أم المؤمنين قالت : فرض الله الصلاة حين فرضها ركعتين ركعتين في الحضر والسفر ، فأقرت صلاة السفر ، وزيد في صلاة الحضر۔

(صحيح البخاري | كِتَابٌ : الصَّلَاةُ | بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ فِي الْإِسْرَاءِ۔ | حدیث ۳۵۰ | صفحہ ۸۰)

ترجمہ:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ نے نمازوں کو فرض فرمایا جب اس نے سفر اور حضر میں دو ،دو رکعتیں فرض کیں توسفر کی نماز کو اسی حالت پر باقی رکھا اور حضر کی نماز میں زیازتی کی گئ۔

(2)أن عائشة قالت : لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الفجر ، فيشهد معه نساء من المؤمنات متلفعات في مروطهن ، ثم يرجعن إلى بيوتهن ما يعرفهن أحد۔

(صحيح البخاري | كِتَابٌ : الصَّلَاةُ | بَابٌ : فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي الثِّيَابِ | حدیث ۳۷۲ | صفحہ ۸۳)

ترجمہ:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھایا کرتے تھے تو مومن عورتیں بھی اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی ان

کے ساتھ حاضر ہوتیں تھیں پھر اپنے گھروں کو اس حال میں لوٹتی تھیں کہ انہیں کوئی بھی پہچان نہ سکے۔

(3)عن ميمونة قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي وأنا حذاءه وأنا حائض، وربما أصابني ثوبه إذا سجد، قالت : وكان يصلي على الخمرة۔

(صحیح البخاری | كِتَابٌ : الصَّلَاةُ | بَابٌ : إِذَا أَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّي امْرَأَتَهُ إِذَا سَجَدَ | حدیث۳۷۹ | صفحہ ۸۴)

ترجمہ:

ام المومین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے حالانکہ ان کے سامنے اور حیض کی حالت میں ہوتی اور کبھی کبھار ان کا کپڑا مجھے لگتا تھا جب وہ سجدہ فرماتے اور آپ رضی اللہ عنھا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔

روزہ:

(1)عن أم سلمة ، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه لم يكن يصوم من السنة شهرا تاما إلا شعبان يصله برمضان۔

(سنن أبي داود | كِتَابٌ : الصَّوْمُ | بَابٌ : فِيمَنْ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ | حدیث۲۳۳۶ | صفحہ۴۴۲)

ترجمہ:

ام المومنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے علاوہ سال کے کسی بھی پورے مہینے کے (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے شعبان کو رمضان سے ملاتے تھے۔

(2)عن حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال" : من لم يجمع الصيام قبل الفجر فلا صيام له"۔

(سنن أبي داود | كِتَابٌ : الصَّوْمُ | بَابٌ : النِّيَّةُ فِي الصِّيَامِ | حدیث۲۴۵۴ | صفحہ۴۶۲)

ترجمہ : حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے (طلوع) فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی تو اس کا کوئی روزہ نہیں۔

(ابو داؤد كِتَابٌ : الصَّوْمُ | بَابٌ : النِّيةُ فِي الصِّيامِ)

(3)عن ميمونة رضي الله عنها، أن الناس شكوا في صيام النبي صلى الله عليه وسلم يوم عرفة، فأرسلت إليه بحلاب وهو واقف في الموقف، فشرب منه والناس ينظرون۔

(صحیح البخاری۔ كِتَابٌ : الصَّوْمُ۔ |بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ |حدیث **۱۹۸۹** صفحہ **۳۴۲**)

ترجمہ :

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن (۹ذوالحجہ)کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں کلام کیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ کا برتن بھیجا اور وہ موقف(وقوف کی جگہ)میں تشریف فرما تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا اور لوگ دیکھ رہے تھے۔

طہارت

(1)عن أم سلمة ، قالت : جاءت أم سليم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت : يا رسول الله، إن الله لا يستحيي من الحق، فهل على المرأة من غسل إذا احتلمت ؟ قال النبي صلى الله عليه وسلم " : إذا رأت الماء" ۔ فغطت أم سلمة تعني وجهها، وقالت : يا رسول الله، وتحتلم المرأة؟ قال" : نعم تربت يمينك ، فبم يشبهها ولدها ؟" ۔

(صحيح البخاري | كِتَابٌ : الْعِلْمُ | بَابُ الْحَيَاءِ فِي الْعِلْمِ | حديث ۱۳۰ صفحہ ۴۲)

ترجمہ:

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت امِ سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا تو کیا جب عورت کو احتلام ہوجائے تو اس پر غسل فرض

ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب وہ پانی دیکھے (تو غسل فرض ہے)حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چہرے کو چھپایا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا ہاتھ خاک آلود ہوں تو کس وجہ سے اس کا بچہ اس کے مشابہ ہوتا!!!

(2)عن ميمونة ، قالت : كنت أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من إناء واحد۔

(مسند أحمد | مُسْنَدُ النِّسَاءِ | حَدِيثُ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْهِلَالِيَّةِ زَوْجِ النَّبِيِّ حدیث ۲۶۷۹۷ صفحہ ۳۸۲)

ترجمہ:

حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے۔

(3)عن عائشة أن أزواج النبي صلى الله عليه وسلم كن يخرجن بالليل إذا تبرزن إلى المناصع وهو صعيد أفيح فكان عمر يقول للنبي صلى الله عليه وسلم : احجب نساءك۔ فلم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل، فخرجت سودة بنت زمعة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ليلة من الليالي عشاء، وكانت امرأة طويلة فناداها عمر : ألا قد عرفناك يا سودة۔ حرصا على أن ينزل الحجاب، فأنزل الله آية الحجاب۔

(صحیح البخاری | كِتَابٌ : الْوُضُوءُ | بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْبَرَازِ | حدیث ۱۴۶ صفحہ ۴۶)

ترجمہ :

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ازواج مطہرات جب رات کو اپنی طبعی حاجات (بول وبراز) کے لئے باہر کھلے میدانوں کی طرف نکلتیں (مناصع صاف کھلے میدان کو کہتے ہیں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے کہ اپنی ازواج کو پردے کا حکم دیجئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ فرماتے (کیوں کہ ابھی پردے کا حکم

نہیں تھا) بس کسی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نکلیں جبکہ وہ ایک طویل القامت عورت تھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آواز دی: سن لو اے سودہ تحقیق ہم نے تمہیں پہچان لیا۔

(4)عن عائشة قالت : كنت أغسل الجنابة من ثوب النبي صلى الله عليه وسلم، فيخرج إلى الصلاة وإن بقع الماء في ثوبه۔

(صحیح البخاری: كِتَابٌ : الْوُضُوءُ | بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ وَفَرْكِهِ | حدیث ۲۲۹ صفحہ ۵۷)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جنابت کو دھوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے جاتے اگرچہ پانی کی تری آپ کے کپڑوں میں باقی ہوتی۔

(5)عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، قالت : توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وضوءه للصلاة غير رجليه، وغسل فرجه وما أصابه من الأذى، ثم أفاض عليه الماء، ثم نحى رجليه فغسلهما۔ هذه غسله من الجنابة۔

صحیح البخاری: كِتَابُ الْغُسْلِ | بَابُ الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ | حدیث ۲۴۹ صفحہ ۶۱)

ترجمہ:

حاشیہ ::::: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ۔ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ۔وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔(پ ۲۲۔الاحزاب۔آیت ۵۹)

ترجمہ: اے نبی!اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیو ں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے او پر ڈالے رکھیں ، یہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں ستایا نہ جائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ام المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرتے ہوئے اپنے نماز کے لئے وضو کرنے کی طرح وضو کیا اور اپنے ستر مبارک (فرج) کو دہویا اور جو(اذی) ناپسندیدہ چیز لگی ہوئی تھی اسے دھویا پھر اپنے جسم اقدس پر پانی بہایا پہر (اس جگہ سے) اپنے پاؤں کو ہٹایا اور انہیں دھو لیا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسلِ جنابت ہے۔

(6)عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن أم حبيبة استحيضت سبع سنين، فسألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك، فأمرها أن تغتسل، فقال " : هذا عرق"۔ فكانت تغتسل لكل صلاة۔

(صحیح بخاری : كِتَابُ : الْحَيْضِ | بَابُ عِرْقِ الِاسْتِحَاضَةِ | حدیث ۳۲۷ صفحہ ۷۳)

ترجمہ:

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ حضرت امِ حبیبہ کو سات سال تک استحاضہ کا خون آتا رہا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ رگ (بیماری) کا خون ہے اور وہ ہر نماز کے لیے غسل فرماتی تھیں۔

(7)عن أم سلمة قالت : بينا أنا مع النبي صلى الله عليه وسلم مضطجعة في خميلة حضت، فانسللت فأخذت ثياب حيضتي، فقال " : أنفست ؟ " فقلت : نعم، فدعاني فاضطجعت معه في الخميلة۔

(صحیح البخاری كِتَابُ : الْحَيْضِ | بَابُ مَنْ أَخَذَ ثِيَابَ الْحَيْضِ سِوَى ثِيَابِ الطُّهْرِ | حدیث ۳۲۳ صفحہ ۷۲)

ترجمہ :

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اسی اثناء میں مجھے حیض (ماہواری) آگئی تو میں آہستہ سے وہاں سے چلی گئی اور اپنے حیض کے کپڑے کو لیا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کیا تجھے نفاس آگیا (یعنی

حیض پر نفاس کا اطلاق کیا) تو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے بلایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

(8)عن حفصة ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " : على كل محتلم رواح إلى الجمعة، وعلى كل من راح إلى الجمعة الغسل"۔

(سنن ابی داؤد: كِتَابُ الطَّهَارَةِ | بَابٌ : فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ | حدیث ۳۴۲ | صفحہ ۷۶)

ترجمہ:

ام المؤمنین حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بالغ پر جمعہ کے لئے حاضری ہے اور ہر جمعے کے لئے حاضر ہونے والے پر غسل ہے۔

حج:

(1)عن حفصة رضي الله عنهم زوج النبي صلى الله عليه وسلم أنها قالت : يا رسول الله، ما شأن الناس حلوا بعمرة ولم تحلل أنت من عمرتك ؟ قال " : إني لبدت رأسي وقلدت هديي، فلا أحل حتى أنحر "۔

(صحیح البخاری۔ كِتَابُ الْحَجِّ | بَابُ التَّمَتُّعِ، وَالْإِقْرَانِ، وَالْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ | حدیث ۱۵۶۶ صفحہ ۲۷۳)

ترجمہ:

ام المومنین حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ لوگوں کا کیا معاملہ ہے کہ انہوں نے عمرے کا احرام کھول دیا حالانکہ آپ نے ابھی تک اپنے عمرے کا احرام نہیں کھولا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :میں نے اپنے بالوں کو چپکا لیا ہے اور ہدی(قربانی کے جانور) کو چلایا لیا ہے تو میں اسوقت تک احرام سے نہیں نکلوں گا جب تک قربانی نہ کر لوں۔

(2) عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، أنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " : من أهل بحجة أو عمرة من المسجد الأقصى إلى المسجد الحرام ؛ غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر " ـ أو " : وجبت له الجنة " ـ شك عبد الله أيتهما قال۔

قال أبو داود : يرحم الله وكيعا، أحرم من بيت المقدس ـ يعني إلى مكة۔

(سنن أبي داود | كِتَابُ الْمَنَاسِكِ | بَابٌ : فِي الْمَوَاقِيتِ | حدیث۱۷۴۱ | صفحہ ۳۳۲)

ترجمہ:

ام المومنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مسجدِ اقصیٰ سے مسجدِ حرام تک حج یا عمرے کا احرام باندھا تو اسکے گزشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے یا اسکے لیے جنت واجب ہوجائے گی۔

(راوی کو شک ہے کہ ان دونوں الفاظ میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تھا)

ابوداوٗد نے فرمایا کہ اللہ پاک وکیع پر رحم فرمائے کہ انہوں بیت المقدس سے مکہ تک احرام باندھا۔

(3)عن أم سلمة قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " : الحج جهاد كل ضعيف " ۔(ابن ماجہ : كِتَابُ الْمَنَاسِكِ | بَابٌ : الْحَجُّ جِهَادُ النِّسَاءِ | حدیث۲۹۰۲ | صفحہ۵۱۲)

ترجمہ:

حضرت سیدتنا امِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حج کرنا ہر ضعیف کا جہاد ہے۔

تعلیم وتربیت

(1)عن ميمونة بنت الحارث ، قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " : الكافر يأكل في سبعة أمعاء ، والمؤمن يأكل في معى واحد " ۔

(مسند احمد : مُسْنَدُ النِّسَاءِ | حَدِيثُ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْهِلَالِيَّةِ زَوْجِ النَّبِيِّ | حدیث ۲۶۸۴۵ | صفحہ ۴۲۱)

ترجمہ:

ام المومنین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

(1)عن جويرية ، قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " : من لبس ثوب حرير ألبسه الله ثوبا من النار يوم القيامة"۔

(مسند احمد :مُسْنَدُ النِّسَاءِ۔ | حَدِيثُ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ | حدیث ۲۶۷۵۷ | صفحہ ۳۳۹)

ترجمہ:

ام المؤمنین حضرت سیدتنا جویریہ رضی اللہ عنہا سے مروی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ریشم کا لباس پہنا تو اللہ پاک قیامت کے دن اسے جہنم کا لباس پہنائے گا۔

(3)عن زينب بنت جحش قالت : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " : لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة كما يتوضئون"۔

(مسند احمد :مِنْ مُسْنَدِ الْقَبَائِلِ | حَدِيثُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ | حدیث ۲۷۴۱۵ | صفحہ ۴۰۵)

ترجمہ :

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ :اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو جس طرح ہر نماز کے لئے وضو کرتے ہیں اسی طرح میں ہر نماز کے وقت انہیں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(4)عن أم سلمة ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " : كسر عظم الميت ككسر عظم الحي في الإثم"۔

(سنن ابن ماجہ: كِتَابُ الْجَنَائِزِ۔ | بَابٌ : فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ | حدیث۱۶۱۷ | صفحہ۲۷۹)

ترجمہ:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت کی ہڈی توڑنا گناہ ہونے میں ایسے ہے جیسے کسی زندہ کی ہڈی توڑنا۔

(5)عن عائشة رضي الله عنها، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " : خمس من

الدواب كلهن فاسق يقتلهن في الحرم : الغراب، والحدأة، والعقرب، والفأرة، والكلب العقور" ۔(صحیح بخاری :بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهِ۔ | بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ | حدیث ۱۸۲۹ صفحہ ۳۱۵)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ پانچ جانور ایسے ہیں جو سب کے سب فاسق ہیں انہیں حرم میں بھی قتل کیا جائے گا،(کوا ،چیل ، بچھو، چوہا ،پاگل کتا) ۔

(6)عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال" : الذي يشرب في إناء الفضة إنما يجرجر في بطنه نار جهنم"۔

(صحیح البخاری : كِتَابُ : الْأَشْرِبَةُ | بَابُ آنِيَةِ الْفِضَّةِ | حدیث ۵۶۳۴ صفحہ ۱۰۲۹)

ترجمہ:

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے تو بیشک وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ انڈیلتا ہے ۔

(7) عن أم حبيبة بنت أبي سفيان ، لما جاءها نعي أبيها، دعت بطيب، فمسحت ذراعيها، وقالت : ما لي بالطيب من حاجة، لولا أني سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول" : لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تحد على ميت فوق ثلاث، إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا"۔

(صحیح البخاری: كِتَابُ الطَّلَاقِ۔ | بَابٌ : وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا | حدیث ۵۳۴۵ صفحہ ۹۸۱)

ترجمہ:

حضرت سیدتنا ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس ان کے والد کی موت کی خبر آئی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور اسے اپنی کلائیوں پر مل لیا اور فرمایا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو

اس کے لئے حلال نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے مگر یہ کہ شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ کر سکتی ہے۔

نجی و خانگی معاملات:

(1)عن عائشة ، قالت : كانت إحدانا إذا كانت حائضا، فأراد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يباشرها أمرها أن تتزر في فور حيضتها، ثم يباشرها، قالت : وأيكم يملك إربه كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يملك إربه ۔

(صحیح البخاری | كِتَابٌ : الْحَيْضُ | بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ | حدیث ۳۰۲ صفحہ ۶۹)

ترجمہ :

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب ہم (ازواج مطہرات) میں سے کوئی حیض والی ہوجاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مباشرت کا ارادہ فرماتے تو اسے حکم دیتے کہ وہ اپنے حیض آنے کے بعد کپڑا اوڑھ لے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مباشرت فرماتے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو اسی طرح اپنی خواہش پر قابو پانے والا ہو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش پر قابو پانے والے تھے۔

(2)عن عائشة ، قالت : كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام وهو جنب، غسل فرجه وتوضأ للصلاة۔

(صحیح البخاری : كِتَابُ الْغُسْلِ | بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ | حدیث ۲۸۸ صفحہ ۶۶)

ترجمہ :

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے اور حالتِ جنابت میں ہوتے تو اپنے ستر کو دھوتے اور نماز کے لئے وضو کی طرح وضو کرتے۔

خلاصۂ بحث

میں نے اپنے اس مقالے میں جو ابحاث ذکر کی ہیں ان کا خلاصہ اس طرح ہے کہ اولاً دو ابواب بیان کیے ہیں پہلے باب میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل میں حدیث شریف کا لغوی معنی اور اصطلاحی معنی بیان کیا جبکہ دوسری فصل میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف بیان کیا اس انداز میں کہ ہر زوجہ محترمہ کا سلسلۂ نسب، کردار، قبولِ اسلام، رشتۂ ازدواج، روایات، اور وفات کو بیان کیا ہے۔

جبکہ دوسرے باب کی پہلی فصل میں کثرت ازواج کی حکمتیں اور دوسری فصل میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اشاعتِ حدیث میں کردار بیان کیا ہے اور آخر میں ایک خاتمہ بیان کیا ہے جس میں خلاصۂ بحث اور موضوع پر مزید کام کی تجاویز کو پیش کیا

ازواج مطہرات سے مروی احادیث کے اعداد و شمار اس طرح ہیں:

1 حضرت خدیجہ اعلان نبوت سے پہلے ہی وصال ہو گیا۔

2 حضرت سودہ بنت زمعہ (مرویات 5)

3 حضرت عائشہ صدیقہ (مرویات 2210)(74 متفق علیہ)

4 حضرت حفصہ بنت عمر (مرویات 60)(4 متفق علیہ)

5 حضرت زینب بنت خزیمہ --ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

6 حضرت ام سلمہ

(مرویات 378) (13 متفق علیہ)

7 حضرت زینب بنت جحش (مرویات 11) (2 متفق علیہ)

8 حضرت جویریہ بنت حارث (7 مرویات)

9 حضرت ام حبیبہ (مرویات 65) 2

10 حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب (مرویات 10)(1 متفق علیہ)

11 حضرت میمونہ بنت حارث (مرویات 76)(7 متفق علیہ)

میزان:

(کل مرویات 2822) (متفق علیہ 103)۔

اس موضوع پر مزید کام کی تجاویز

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ہر موضوع پر احادیث مروی ہیں لیکن میری نظر سے ایسی کوئی کتاب نہیں گذری جس ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہو اس پر بھی کام کروایا جائے تو فائدہ ہو گا اور ایک جامع کتاب یا نصاب تیار کروایا جائے اور مدارس اسلامیہ میں پڑھنے والے اور بالخصوص طالبات کے نصاب میں وہ شامل کی جائے تاکہ اس سنہری دور اور زندگی سے ہماری نسلیں بھی مستفید ہو سکیں مزید یہ کہ ہر زوجہ محترمہ رضی اللہ عنھا سے مروی تمام احادیث کو علیحدہ علیحدہ مستقلاً کتابی شکل دی جائے۔

فہرست مصادر و مراجع

نمبر شمار	
.1	کنز الایمان مع خزائن العرفان مطبوعہ مکتبۃ المدینہ
.2	صحیح البخاری مطبوعہ مکتبہ عصریہ
.3	سنن ابن ماجہ مطبوعہ المکتبہ العصریہ بیروت
.4	سنن ابی داؤد مطبوعہ المکتبہ العصریہ بیروت
.5	مسند احمد مطبوعہ دار النوادر
.6	منہج النقد دکتور نور الدین عتر مطبوعہ دالفکر
.7	انوار الحدیث مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
.8	سیرت مصطفی مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
.9	سیرت رسول عربی مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
.10	فیضان امہات المومنین مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
.11	حضور نے متعدد نکاح کیوں فرمائے مطبوعہ کاروان اسلام پبلی کیشنز

فہرست آیات واحادیث

نمبر شمار	
	آیات قرآنی:
.1	یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ------
.2	اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ □ اُمَّہٰتُہُمْ----------
.3	فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْہَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَہَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ----------
.4	تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْہُنَّ وَ تُـْٔوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ □ -وَ مَنِ---------
.5	وإن منكم إلا واردها كان على ربك حتما مقضيا-----------
.6	ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا.---------------
.7	یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ----------
.8	**احادیث نبویہ:**
.9	إني لأرجو ألا يدخل النار أحد.
.10	إن قوائم منبري هذا رواتب.
.11	المهدي من عترتي ، من ولد فاطمة.
.12	فرض الله الصلاة حين فرضها ركعتين ركعتين.
.13	لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الفجر.
.14	كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي وأنا حذاءه.
.15	عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه لم يكن يصوم من السنة
.16	من لم يجمع الصيام قبل الفجر.
.17	الناس شكوا في صيام النبي صلى الله عليه وسلم.
.18	جاءت أم سليم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.
.19	كنت أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم.
.20	أن أزواج النبي صلى الله عليه وسلم كن يخرجن بالليل.
.21	كنت أغسل الجنابة من ثوب النبي صلى الله عليه وسلم.
.22	توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وضوءه.

23.	أن أم حبيبة استحيضت سبع سنين.
24.	بينا أنا مع النبي صلى الله عليه وسلم مضطجعة.
25.	على كل محتلم رواح إلى الجمعة.
26.	أنها قالت : يا رسول الله، ما شأن الناس.
27.	من أهل بحجة أو عمرة من المسجد الأقصى.
28.	الحج جهاد كل ضعيف.
29.	الكافر يأكل في سبعة أمعاء.
30.	من لبس ثوب حرير ألبسه .
31.	لولا أن أشق على أمتي.
32.	كسر عظم الميت ككسر عظم الحي.
33.	خمس من الدواب كلهن فاسق.
34.	الذي يشرب في إناء الفضة.
35.	كانت إحدانا إذا كانت حائضا.
36.	كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام.